Heroes who fulfill their personal sense of destiny

سورما جو اپنی شخصی رویا کو پایہء تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔

Pursuing Vigorously What Lies Ahead

May; 2010

آگے کی چیزوں کی طرف پوری قوت سے بڑھنا

مئی 2010ء

مصنف: رابرٹ آر میک لاف لن

مترجم: مبشرِ انجیل داؤد شمس

آگے کی چیزوں کی طرف پوری قوت سے بڑھنا

مئی 2010ء

''۔۔۔بلکہ صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں انکو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا جاتا ہوں۔نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تا کہ اُس انعام کو حاصل کروں جسکے لئے خدا نے مجھے مسیح یسوعؑ میں اوپر بلایا ہے۔''

فلپیوں ۳ باب کے اپنے اب تک کے مطالعہ میں، اصلی زبان کے مطابق آیات ۱۰ تا ۱۴ کا درست ترجمہ یوں لگتا ہے: ''تا کہ میں اسے جان سکوں، اور اسکے جی اٹھنے (کے پیچھے پنہاں) کی قدرت کو، اور اسکے دکھوں میں شریک ہونے کو، اسکی موت کے ساتھ مشابہت پیدا کروں؛ تا کہ کسی طرح اسکے مُردوں میں سے جی اٹھنے کو حاصل کرسکوں۔ یہ نہیں کہ میں پا چکا ہوں (جی اٹھنے والی زندگی کو یا اس کے فضل کی انتہائی حالت کو)، یا اپنے مقصد تک پہلے ہی پہنچ چکا ہوں، بلکہ میں مسلسل دوڑا ہوا جاتا ہوں تا کہ اس چیز کو حاصل کروں (سے آگے بڑھ جاؤں، یا اسے حاصل کروں، مقصد تک پہنچ جاؤں) جس کے لئے مسیح یسوعؑ نے مجھے اوپر بلایا ہے۔اور میں اب تک بھائیوں میں یہ تجزیہ کرتا ہوں کہ میں ابھی تک اپنا مقصد نہیں پا سکا ہوں (جی اٹھنے والی زندگی گزارنے کا حتمی مقصد)؛ لیکن ایک بات میں یہ کرتا ہوں کہ پچھلی چیزوں کو بھول کر آگے کی چیزوں کو پانے کے لئے، اُس مقصد کے پیچھے دوڑا جاتا ہوں تا کہ اُس انعام کو حاصل کروں جس کے لئے خدا نے مجھے مسیح یسوعؑ میں اوپر بلایا ہے۔''

۱۳ ویں آیت کے سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے، ہم 'بلکہ یہ کرتا ہوں' پر اپنا مطالعہ جاری رکھیں گے۔ یونانی زبان میں اس چھوٹے سے جملہ کا اشارہ بہت قیمتی، مدلل اور اہم ہے، اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیئے ''بلکہ ایک چیز پر توجہ دیتا ہوں''۔ پولسؔ حتمی روحانی مقصد پر توجہ مرکوز کرنا چاہتا ہے جو کہ جی اٹھنے والی زندگی بسر کرنا ہے، وہ ایک فعل کے ذریعے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے ماضی کی ناکامیوں کے سامنے معذور نہیں ہوگا۔ جو

ناکامیاں بھی ماضی میں رہی ہیں انہیں کبھی بھی ہمیں معذور نہیں بنانا چاہیئے ۔جس واحد چیز کو ہمیں آگے بڑھنے یا بڑھتے رہنے سے معذور بنانا چاہیئے وہ موت ہے۔آپ جب تک زندہ ہیں، خدا کا آپ کی زندگی کے لئے مقصد ہے۔اس لئے ،اصول یہ ہے کہ اپنے آپ کو مسیحیت کے اردگرد موجود بے مقصد اور بے معنی باتوں میں ملوث ہوئے بغیر آگے بڑھا جائے ،اور مسلسل بڑھا جائے۔۱۳ویں آیت کے سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے مقدس پولس رسول لکھتے ہیں،''جو چیزیں پیچھے رہ گئیں انکو بھول کر''اس کا مطلب یہ ہے جو چیز پہلے ہو چکی ہے اسے بھولنا ،جسے ناکامی کہا جاسکتا ہے۔ہمیں اور پولس کو کس بات کو عملی طور پر بھولنا ہے؟ یہ کوئی ایسی بات نہیں جو ہم سے غلط ہوئی ہے،ہمیں اسے بھولنا ہے۔ بلکہ ہمیں اس چیز کو نظرانداز کرنا یا بھولنا ہے جو کسی احساسِ جرم یا سزا کے طور پر کسی برگشتگی کے نتیجہ میں آئے گی۔اس لئے یہ ناکامیوں اور غلطیوں میں زندگی بسر کرنا بھی ہے۔ پولس اس طرح اپنی ناکامی کو بھولنے والا نہیں، کیونکہ وہ اس کے بارے میں وقتاً فوقتاً لکھتا ہے،لیکن وہ اسے بھلائے گا اور اسے اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ وہ روحانی ترقی کے اعتبار سے معذور ہو جائے۔ پولس اپنی ناکامیوں پر نہ تو کفِ افسوس ملے گا اور نہ ہی وہ دوسروں پر الزام عائد کرے گا۔

جب ہم ناکام ہوتے ہیں تو ہمارے پاس دو چناؤ ہوتے ہیں: اپنے دباؤ اور موجودہ صورتِ حال کے لئے دنیا کو الزام دیتے رہنا یا اپنے فیصلوں اور ردِعمل کی ذمہ داری قبول کرنا اور خدا کے منصوبہ کے مطابق آگے بڑھنا۔ پولس رسول کے پاس اپنی غلطیوں اور ناکامیوں سے سیکھنے کا جواز اور فروتنی موجود ہے، بجائے اس کے کہ وہ اس کا الزم کسی دوسرے کے سر لگانے کی تلاش کرے۔ پولس یروشلیم میں اپنی ناکامیاں اور غلطیاں بھول چکا ہے اور جب وہ فضل کی اعلیٰ حالت سے فضل کی اعلیٰ ترین حالت یا اپنی زندگی میں جی اٹھنے کے تجربے کی انتہائی شکل کی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ اس طرح کی غلطیاں اور ناکامیاں برداشت کرتا چلا جاتا ہے۔ہم اُن تجربات کو کبھی بھلا نہ پائیں گے جو ہم نیا پنی زندگی میں کیئے ہیں، یہ بات اہم ہے کیونکہ ''جو چیزیں پیچھے رہ گئیں انکو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا'' سے یہ مراد نہیں کہ ہم اپنی تمام بُری یادوں کو مٹا دیں گے۔ ہمارے زخمی تجربات ابدیت کی حالت میں ہی مکمل طور پر مٹائے جائیں گے۔

مکاشفہ ۷:۱۷ ''کیونکہ جو برّہ تخت کے بیچ میں ہے وہ انکی گلہ بانی کریگا اور انہیں آبِ حیات کے چشموں کے پاس لے جائیگا اور خدا انکی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دیگا۔''

یہ سب کچھ بازگشت کے اصول سے شروع ہوتا ہے۔ خدا کے ازلی و ابدی منصوبہ کا حصہ ہوتے ہوئے بازگشت یا ردِعمل کا اصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ اُس مختصر اور درست طریقہ کار کے مطابق عمل کریں جو ہمارے لئے تیار کیا گیا ہے۔ ضرور ہے کہ درست کام درست طریقہ سے درست مقاصد کے لئے کیا جائے۔ بازگشت یا ردِعمل سے متعلق درست طریقہ کار کے بہت سے دائرہ کار ہیں۔

۱۔ اسے نام دیں، ۱۔یوحنا ۱:۹

۲۔ اسے الگ کریں، عبرانیوں ۱۲:۱۵

آپ ناانصافی کا سامنا کریں گے لیکن آپ کو شکار ہونے کی حالت میں ہی پڑا نہیں رہنا ہے۔ کڑواہٹ کا بیج ناروا سلوک سے بویا جاتا ہے یا اپنے فیصلوں کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کرنے سے، اور دوسروں پر الزام لگانے اور ان کے ساتھ تلخ ہو جانے سے۔ کینہ اور بغض کو اپنے اندر لئے لئے پھرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی شہد کی مکھی کے ڈنگ مارنے سے مر جانا۔ ایک دفعہ جب آپ کو معاف کر دیا جاتا ہے تو خطرہ ٹل نہیں جاتا کیونکہ دوسروں کے ساتھ تلخ ہونے سے آپ رفاقت سے بالکل باہر نکل سکتے ہیں۔ آپ ناانصافی کی طرف جو بھی ردِعمل ظاہر کریں یہ زندگی کی اہلیت کو واپس لوٹا دیتا ہے، تاکہ آپ کسی بات کے اہل نہ رہیں۔ آپ جب بھی الزام تراشی کے چکروں میں پڑ جائیں تو یہ آپکی زندگی کی اہلیت کو لوٹا دیتی ہے تاکہ آپ کسی بات کے اہل نہ رہیں۔ ایک شخص کئی مرتبہ ناکام ہو سکتا ہے لیکن وہ اس وقت تک ناکام نہیں ہوتا جب تک وہ دوسروں پر الزام تراشی نہیں شروع کرنا۔ امثال ۲۴:۱۶، ''کیونکہ صادق سات بار گرتا ہے اور پھر اٹھ کھڑا ہوتا ہے لیکن شریر بلا میں گر کر پڑا ہی رہتا ہے۔''

۳۔ اسے بھول جائیں، فلپیوں ۳:۱۳، ''جو چیزیں پیچھے رہ گئیں انہیں چھوڑ کر آگے کی چیزوں کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں''، ماضی کی ناکامیوں کو یاد کرنا صرف احساسِ جرم کے ردِعمل، انکار، آگے

بڑھانے کا عمل، قطع تعلق اور بہت سی شخصی افراتفری کا باعث بن سکتا ہے۔

سب سے بڑا مسئلہ احساسِ جرم سے متعلق شخصی ادغام ہے۔ یہ محسوس کرنا کہ آپ شکار ہوئے ہیں ہمیشہ آپ کو بھڑکاتا ہے۔ آسان ترین چیز غلطی تلاش کرنا ہے۔ یہوداہ ۱:۱۶، ''یہ بُڑبُڑانے والے اور شکایت کرنے والے ہیں اور اپنی خواہشوں کے موافق چلتے ہیں اور اپنے منہ سے بڑے بول بولتے ہیں اور نفع کے لئے لوگوں کی رواداری کرتے ہیں۔''

۴۔ آگے بڑھنے کی طرف واپس آنا۔ فلپیوں ۳:۱۴ ''آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا۔ نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تاکہ اس انعام کو حاصل کروں جس کیلئے خدا نے مجھے مسیح یسوعؑ میں اوپر بلایا ہے۔''

۵۔ کھیل کے میدان میں رہنا، ۲۔ یوحنا ۱:۸۔۹، ''اپنی بابت خبردار رہو تاکہ جو محنت ہم نے کی ہے وہ تمہارے سبب سے جائع نہ ہو جائے بلکہ تم کو پورا اجر ملے۔ جو کوئی آگے بڑھ جاتا ہے اور مسیح کی تعلیم پر قائم نہیں رہتا اسکے پاس خدا نہیں۔''

ہم فلپیوں ۳:۱۳ میں سے بہت سے اصول تلاش کر سکتے ہیں:

۱۔ یہ پولسؔ کے اپنی زندگی کے لئے خدا کے فضل اور منصوبہ سے باہر نکلنے کے ساتھ ساتھ ماضی کے ہر اُس گناہ سے باہر آنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جو اسے احساسِ جرم جیسے پیچیدہ مسئلہ سے دوچار کر سکتا ہے۔

۲۔ ہمارے ماضی کی ناکامیوں کو ہمارے روحانی طور پر آگے بڑھنے میں کبھی بھی رکاوٹ نہیں بننا ہے۔

۳۔ ان ناکامیوں اور غلطیوں سے بازگشت کی تکنیک اور بازیابی کی تعلیم کے ذریعے نپٹا جاتا ہے۔ آپ احساسِ جرم کے پیچیدہ مسئلے سے دوچار ہو کر نہیں چل سکتے۔

۴۔ پیچھے چلے جانے یا برگشتہ ہو جانے سے، مسلسل مثبت ارادہ، جس کا تعلق روزمرہ زندگی کے ادراک، تبدیل ہونے کے عمل اور تعلیم کو عمل میں لانے سے نپٹا جاتا ہے۔

۵۔ بازیابی اس وقت تکمیل پاتی ہے جب ایماندار پختگی کی رکاوٹ تک پہنچتا اور انتہائی فضل کی حالت میں

داخل ہوتا ہے۔ پولسؔ نے اس نمونہ کی پیروی کی ہے یعنی بازیابی، انتہائی فضل کی حالت میں پھر سے داخل ہونا، اس لئے اس کے قید خانہ سے لکھے گئے خطوط، افسیوں، فلپیوں، کلسیوں، فلیمون اس کے آگے بڑھنے کی تعلیم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لیکن پولسؔ یہیں پر نہیں رک جاتا، وہ ابھی تک اس مقصد تک نہیں پہنچا ہے۔ وہ بڑے واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ فضل کی انتہائی اعلیٰ حالت ابھی آگے ہے جس تک ہمیں پہنچنا ہے۔ یہ انتہائی فضل جی اٹھنے والی زندگی کے تجربے میں وقت گزارنا ہے۔
اس انتہائی فضل میں پولسؔ نے تین کتابیں لکھیں۔ پاسبانی خطوط، پہلا اور دوسرا تیمتھیس اور ططس کے نام خط۔ یہ وہ خطوط ہیں جو انتہائی فضل کے حامل خطوط کہلاتے ہیں۔ جب پولسؔ نے یہ خطوط لکھے تو وہ اُس اعلیٰ معیار پر تھا جہاں کوئی بھی ایماندار حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہوسکتا ہے، کیونکہ وہ اُس وقت ناکامیوں اور غلطیوں کی طرف راست رویہ رکھتا تھا۔ اس کا آغاز دوسروں پر الزام دھرنے سے نہیں ہوا۔ پولسؔ چاہتا تو بہت سے لوگوں کو الزام دے سکتا تھا۔ وہ یروشلیم میں دیگر ایمانداروں کو الزام دے سکتا تھا، اعمال ۲۱:۱۷، یا یعقوب کو، اعمال ۲۱:۱۸، یا وہ یروشلیم میں پاسبانوں کو الزام دے سکتا تھا، اعمال ۲۱:۱۸۔ وہ اُن چار آدمیوں کو الزام دے سکتا تھا جنہوں نے قسم کھائی تھی، اعمال ۲۱:۲۳، یا آسیہؔ کے یہودیوں کو، اعمال ۲۱:۲۷، یا یروشلیم کے لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ ناروا سلوک کیا تھا الزام دے سکتا تھا، اعمال ۲۱:۳۰۔ وہ سردار کاہن حننیاؔہ پر الزام تراشی کرسکتا تھا جس نے اپنے قریب کھڑے آدمیوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ پولسؔ کے منہ پر ماریں، اعمال ۲۳:۲۔ وہ صدوقیوں اور دوسرے فریسیوں کو الزام دے سکتا تھا، اعمال ۲۳:۶، یا اُن چالیس یہودیوں کو جنہوں نے اس کے خلاف سازش کرکے اسے مار ڈالنے کی قسم کھائی تھی، اعمال ۲۳:۱۲۔ وہ اُن سردار کاہنوں اور بزرگوں کو الزام دے سکتا تھا جنہوں نے اس کے خلاف سازش کی تھی، اعمال ۲۳:۱۴۔ وہ گورنر فیلکسؔ پر الزام لگا سکتا تھا جس نے اس امید پر اسے جیل میں ڈالے رکھا تھا کہ پولسؔ اسے رشوت دے گا، اعمال ۲۳:۲۴۔ وہ فیستسؔ پر الزام لگا سکتا تھا جو کہ آدمیوں کو خوش کرنے والا تھا اور پولسؔ کو

تکلیفیں دے کر یہودیوں کی حمایت حاصل کرنا چاہتا تھا، اعمال ۲۵:۹۔ پولسؔ کے سامنے بہت سے لوگ تھے جن کی طرف وہ انگشت نمائی کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے اپنے فیصلوں کی ذمہ داری خود قبول کی۔ اس کا رویہ راست تھا۔ اہم اور سچی بات تو یہ کہ ہم ہر روز کے لئے اپنے رویہ کا چناؤ کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے ماضی کو تبدیل نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس حقیقت کو بدل سکتے ہیں کہ لوگ کیسا عمل اپنائیں گے۔ ہم اپنے رویوں کے مالک ہیں۔ بطور ایماندار ہم نہ ہٹنے کے اصول پر یقیناً چمٹے رہتے ہیں لیکن بعض اوقات ہمیں ہٹنا بھی چاہیئے۔ ہمیں اپنے حال کا الزام ماضی کو دینے سے باز آنا چاہیئے۔ ہمیں شکوے شکایت اور بہانے تراشنے سے باز آنا چاہیئے۔ ہمیں لیت و لعل کرنے، چیزوں کے درست نہ ہونے پر دوسروں کو الزام دینے سے باز آنا چاہیئے۔ اپنے اوپر اور خدا کے ساتھ اپنے رشتہ پر شک کرنے سے باز آنا چاہیئے۔ اپنی زندگی کی بنیاد دوسروں کے کہنے یا سوچنے پر رکھنے سے باز آنا چاہیئے۔ گرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہونے سے انکاری ہونے سے باز آنا چاہیئے۔ پولسؔ فلپیوں کے خط میں یہ لکھ سکتا تھا کہ لوگوں نے اس کے ساتھ کیسا ناروا سلوک کیا لیکن اس نے اس کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا۔ پولسؔ نے ایک بڑا سبق سیکھ لیا ہے: اُس وقت تک کچھ بھی نہیں ہوتا جب تک کہ خداوند نہ چاہے۔ ہمارا خدا اعلیٰ اختیار کا مالک ہے اور وہ کائنات کا اعلیٰ ترین منتظم ہے۔ اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے ہونے کی اجازت نہ دے۔ یہ جاننا کس قدر تسلی اور اطمینان کی بات ہے کہ تمام تر ظہور کے باوجود تاریخ کا تمام تر اختیار اب بھی ان ہاتھوں میں ہے جن پر صلیب پر لگائے جانے والے کیلوں کے نشان اب بھی موجود ہیں، یعنی ہمارے خداوند اور منجی یسوعؔ مسیح کے ہاتھوں میں۔ اگر ہم حقیقی معنوں میں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر دوسروں پر الزام لگانا کیسا۔ پس ہمیں اس بات کو سمجھنا ہے کہ ہم اپنی مصیبت، ناخوشی، یا اپنی ابتر حالت کا الزام کسی کو کبھی نہیں دے سکتے۔ آپ خود پوری پوری ذمہ داری لے سکتے ہیں، اُن تمام غلط فیصلوں کی جو آپ نے اپنے ماحول، سرگرمیوں، مقاصد، اور زندگی میں اپنے کاموں کی بنیاد پر کیے تھے۔ غلطیاں

ڈھونڈنا اور دوسروں پر الزام دینا بہت آسان ہے، لیکن بہتر کرنا بے حد مشکل اور قابلِ ستائش بات ہے۔ کوئی شخص بطور ایک انسان بھی اس وقت تک نشو ونما نہیں پاتا جب تک وہ اپنے فیصلوں کی ذمہ داری نہیں قبول کرتا، خاص کر برے فیصلوں کی۔ یہ کسی اور کی غلطی نہیں ہے۔ آدم نے عورت کو الزام دیا۔ عورت نے سانپ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ آدم نے تو خدا کو بھی موردِ الزام ٹھہرایا۔ دو کامل انسان اپنی ناکامیوں کا الزام کسی اور کو دے رہے ہیں، یہ تو وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔ آپ کسی میں چاہے جو بھی غلطی پائیں، اور اسے کتنا ہی الزام دیں، یہ چیز آپ کو تبدیل نہیں کرے گی۔

فلپیوں ۳: ۱۳ کا آخری فقرہ، ''آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا''، یہاں اس حقیقت میں مضمر ارادہ میں ایک تضاد ہے کہ پولس نا صرف پیچھے رہ جانے والی چیزوں کو مسلسل بھولنا چاہتا ہے بلکہ وہ آگے کی چیزوں کی طرف بڑھنا بھی چاہتا ہے۔ اِس سے مراد کسی چیز کے پیچھے ہاتھ بڑھانا، مزید آگے بڑھنا، کسی چیز کی طرف بڑھنا، کسی چیز کے لئے بہت زور مارنا ہے۔ یہاں ہمیں یہی بات ملتی ہے، ''بڑھا ہوا۔۔۔دوڑا ہوا جاتا ہوں۔'' یہ کام نہیں ہے۔ یہ خدا کے لئے آپکی محبت کا حصہ ہے، بشرطیکہ آپ اُس سے حقیقی محبت رکھتے ہیں۔ یہ خدا کے لئے ہماری محبت کا حصہ ہے۔ یہ لفظ ا۔ کرنتھیوں ۹: ۲۵ میں مسیحی زندگی میں، نجات پانے کے بعد جیتنے والا بننے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مسیحی طرزِ زندگی یہ ہے کہ آپ جتنے بھی بہترین بن سکتے ہیں اسکی کوشش کریں، نا صرف خداوند یسوعؑ مسیح کی طرف اپنی محبت، رویے اور شکر گزاری میں بلکہ اس لئے کہ آپ اسے جاننے کے لئے اپنے اندر حقیقی آرزو رکھتے ہیں۔ اور آپ اسے پسند کریں یا نہ کریں، اس کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسیحی طرزِ زندگی کو ایک آیت میں بیان کیا جا سکتا ہے، مرقس ۱۲: ۳۰، ''اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل، اور اپنی ساری جان، اور اپنی ساری عقل، اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔'' پس فلپیوں ۳: ۱۳ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں وہ پولس کا ماضی ہے، یعنی اسکی ناکامیاں، اسکی غلطیاں، خدا اور روح القدس کی اپنی مرضی سے نافرمانی کرنے کے فیصلے۔ آگے کی چیزیں فضل کی انتہا کو جاننا، جی اٹھنے والی زندگی میں رہنا جو کہ خدا نے اپنے ہر ایک ایماندار کے لئے تیار کر رکھی ہے کہ وہ اس کا تجربہ کرے۔ اس حوالہ میں دیے گئے کاموں

سے بڑھ کر مسیحی زندگی کا کوئی اور نشان نہیں ہوسکتا، جو کہ فضل کی انتہا کو جاننا، یا جی اٹھنے والی زندگی میں انتہائی تجربے تک پہنچنا ہے۔ یہ گواہی کی آزمائش سے بھی بڑھ کر ہے۔ گواہی کی آزمائش روحانی زندگی کا حتمی تجربہ نہیں ہے۔ گواہی کی آزمائش، خدا کی طرف سے، تمام گرائے جانے والے فرشتوں کے تاریخی مقدمہ میں پیش کی جانے والی ہر گواہی کے مقابلے میں شیطان کی جرح ہے۔ انسانی تاریخ میں انسان کے خیالات، مقاصد، فیصلے، اور عوامل کو شیطان کے مقدمہ کی اپیل میں بطور گواہی، شہادت یا ثبوت، نمائش، مثال اور دلائل کے داخل کیا جاتا ہے۔ ہر ایماندار جو روحانی پختگی حاصل کرتا ہے وہ شیطان کے خلاف استغاثہ کی طرف سے گواہ ہوتا ہے۔ گواہی کی آزمائش، تب، خدا کی طرف سے پیش کی جانے والی گواہی کے خلاف شیطان کی جرح ہوتی ہے۔ یہ روحانی زندگی کا کوئی حتمی تجربہ نہیں ہوتا۔ یہ تو بڑی عزت افزائی اور استحقاق کی بات ہوتی ہے۔ روحانی زندگی کے حتمی تجربہ کا آغاز گواہی کی آزمائش کے بعد ہوتا ہے، ایوب ۴۲: ۱۰، متی ۴: ۱۔۱۱۔ تعلیم کا ادراک، تبدیل ہونے کا عمل اور اطلاق کا مسلسل عمل نا صرف بازیابی کا سبب بنتا ہے بلکہ یہ پختگی کے تمام تر مقاصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ تسلی بخش بات یہ ہے کہ چاہے ہم جو کچھ بویا ہے کاٹ رہے ہیں یا اُن مصیبتوں اور مشکلات کو سہہ رہے ہیں جن کے ہم حق دار نہیں، تو بھی ہم یہ یقین دہانی حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ وہی خدا ہے جو ضیافت بھی لاتا ہے اور قحط بھی، اچھے موسم بھی وہی لاتا ہے اور بارش بھی اسی کی طرف سے آتی ہے۔ اگر آپ ان باتوں کو محبت اور تابع فرمانی کی روح سے لیں گے تو یہ آپ کو کامل بننے میں مدد دے گی۔ا

کلام کے اس حصہ میں تین مقاصد سامنے لائے گئے ہیں، اعلیٰ درجے کا فضل، روحانی پختگی، اور انتہائی فضل کا درجہ، جو کہ جی اٹھنے والی زندگی کے بھرپور تجربہ کا ظہور اور پختگی کی معراج ہے، اس کے بعد موت میں شامل ہونے کا فضل آتا ہے جو کہ عظیم ترین ممکنہ برکت ہے، جو کہ کاملیت سے ابدیت میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔ اس سے روحانی زندگی میں آگے بڑھنے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ بھوک و پیاس رکھنے والے اور ترقی کرنے والے ایمانداروں کی حیثیت سے، ہمیں آگے بڑھنے اور پیچھے رہ جانے والی باتوں کو مسلسل بھولنے اور آگے کی چیزوں کی طرف بڑھنے کی قدر و منزلت دیکھنے کی ضرورت ہے۔ کچھ "بنانا" آگے بڑھنا نہیں ہے۔ روح القدس

ہمارے اندر کے انسان کو پُرعزم بناتا ہے جس سے انکار ممکن نہیں، وہ ہمارے اندر ایک بھوک پیاس پیدا کرتا ہے جسے مٹانا بے حد ضروری ہے۔ ہمارا خدا کے بہترین معیار کے مطابق آگے بڑھنے کا دارومدار اس حقیقت پر ہے کہ ہم اپنے آپ میں کبھی بھی تسلی نہیں پائیں گے بلکہ ہم ہمیشہ اس میں تسلی پائیں گے۔ ہم جب بھی اپنے اندر خدا اور اپنی محبت، آزاد ہونے اور نشوونما پانے کی خواہش اور ضرورت کو محسوس کریں گے تو خدائے پاک روح ہمیشہ ہمیں آگے کی طرف بڑھائے گا۔ اپنی ضرورتوں کے لئے خدا کا شکرادا کریں۔ یہ ضروریات ہی اسکی کثرت کی زندگی میں آگے بڑھنے کی تحریک ہوتی ہیں۔ ہمارے پاس امید اور انتہائی شاندار زندگی ہے جو انسانی سمجھ سے باہر ہے۔ ہم مشکلات اور مسائل سے گھرے ہوئے تھے، اور اس بات سے واقف بھی نہ تھے کہ وہ ان کا کیا جواب دے گا۔ لیکن ہم امید میں قائم رہے، بعض اوقات انتہائی مشکل حالات میں بھی مضبوط رہے، کیونکہ ہمارے اندر یہ بات موجود تھی کہ آزاد ہوں گے اور اسکی زندگی میں راحت پائیں گے۔ جب ہمارا انحصار اپنے آپ اور کسی بھی دیگر انسانی ذریعے سے ہٹتا ہے تو خدا کا پاک روح ہمیں تحریری کلام اور زندہ کلام پر بھروسہ کرنا سکھاتا ہے۔

عبرانیوں ۴: ۱۰، ”کیونکہ جو اسکے آرام میں داخل ہوا اس نے بھی خدا کی طرح اپنے کاموں کو پورا کرکے آرام کیا۔“

ہم اس کے آرام میں داخل ہو چکے ہیں کیونکہ ہم حقائق سے واقف ہیں۔ ہم صلیب کے وسیلہ اپنی آزاد حیثیت، اور اپنے جی اٹھنے والے خداوند کی کثرت کی زندگی کو جانتے ہیں۔ اب ہمارے پاس یہ یقین دہانی ہے کہ جب ہم ان سچائیوں پر بھروسہ کریں گے تو روح القدس ہر روز ان سچائیوں میں بڑھنے میں ہماری مدد کرے گا۔ نشوونما پانے میں اطمینان ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ جب تک ہم کچھ ”بنانے“ کی کوشش میں لگے رہتے ہیں تو ہمارے اندر ایمان نہیں ہوتا۔ ایک مثبت تحریک رکھنے والا ایماندار جو اپنے اندر آگے بڑھنے کی بھوک اور پیاس رکھتا ہے وہ اس وقت تک نہیں رکے گا جب تک تکمیل پانے والے کام کی سچائی کو دیکھ نہیں لیتا۔ یہ انحصار کا وہ اصول ہے جس کے وسیلہ ہم اس میں پیدا ہوئے تھے، اور اس میں ترقی کرتے اور آگے بڑھتے ہیں۔ پطرسؔ نے ادراک، تبدیلی کے عمل اور تعلیم کے اطلاق کے اس مسلسل عمل کے اصول کی تعلیم دی، نا صرف کھو جانے والی

باتوں کی بازیابی کے لئے بلکہ پختگی کے حصول کے تمام تر مقاصد کا ذریعہ بھی جسے ۲۔پطرس ۳: ۱۰۔۱۸ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں پطرسؔ ''جانفشانی'' کرنے کی بات کرتا ہے۔ جس میں آگے بڑھنے، دوڑے جانے اور مسلسل سخت کوشش کرنے کا عنصر نمایا نظر آتا ہے۔اس کے بعد ادراک، تبدیل ہونے کا عمل اور تعلیم کے اطلاق پر مسلسل عمل پیرا رہنے کی اہمیت کی بابت بتایا جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہم سلیمان کے ساتھ مل کر یہ محسوس کریں گے، ''باطل ہی باطل واعظ کہتا ہے باطل ہی باطل۔ سب کچھ باطل ہے۔'' (واعظ ۱: ۲)۔ پھر وہ واعظ ۱: ۱۴ میں اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے، ''میں نے سب کاموں پر جو دنیا میں کئے جاتے ہیں نظر کی اور دیکھو یہ سب کچھ بطلان اور ہوا کی چران ہے۔'' خدا کے ساتھ، اسے اپنے وجود کا محور و مرکز بنائے بغیر زندگی بسر کرنا، جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یوحنا ۱۴: ۲۷ میں ہم اطمینان کے بارے پڑھتے ہیں، ''میں تمہیں اطمینان دیے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں۔ جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں اس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔'' ہم پہلے سے کہیں زیادہ عزم کے ساتھ ''آگے بڑھتے'' ہیں، اور ہمارے اندر اس کو جاننے کی بے حد بھوک اور پیاس ہے۔ ہم پیچھے رہ جانے والی چیزوں کو مسلسل بھولتے جاتے اور آگے کی چیزوں کی طرف اور زیادہ زور سے بڑھتے ہیں۔